علامہ طیبیؒ

(شارح مشکوۃ المصابیح)

ڈاکٹر عبدالرشید رحمت

علامہ طیبیؒ جنھیں اپنے شاگرد ولی الدین الخطیب م: ۷۴۲ھ/ ۱۳۴۱ء کی شہرۂ آفاق کتاب مشکوۃ المصابیح کے سب سے پہلے شارح ہونے کا شرف حاصل ہے کو زیادہ شہرت حاصل نہیں ہوئی۔ آپ کا ذکر اسماء الرجال کی چند مشہور کتابوں میں ملتا ہے وہ بھی صرف چند سطروں تک محدود ہے اور اُن میں بھی ایک جیسی معلومات ملتی ھیں۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کی کوئی تصنیف بشمول شرح مشکوۃ آج تک زیور طبع سے آراستہ نہ ہو سکی۔ حیرت ہے کہ "Encyclopedia of Islam" کے مؤلفین نے بھی علامہ طیبی کو نظر انداز کر دیا۔ امید کی جاتی تھی کہ دائرہ معارف اسلامیہ (مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی) میں اس جلیل القدر عالم کا بہرحال ذکر ہوگا ...... البتہ بروکلمان کے ھاں اس کا مختصر تعارف مل جاتا ہے (۱)۔ اس مختصر سے مقالہ میں اس کمی کو کسی حد تک پورا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

یہ امر موجب دلچسپی ہے کہ شیخ ولی الدین مذکور نے الاکمال میں جہاں دوسرے محدثین کا بالتفصیل تذکرہ لکھا وھاں اپنے شیخ طیبی کو شاید اس قابل نہ سمجھا کہ ان کے حالات زندگی کے ساتھ ساتھ ان کی محدثانہ خدمات اور علم حدیث میں ان کے مقام

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

کو اجاگر کرتے ۔ اس کے برعکس مقدمہ مشکوۃ المصابیح میں اس امر کا ذکر تک نہیں ملتا کہ یہ کتاب انہوں نے اپنے شیخ کے مشورہ سے ترتیب دی جب کہ علامہ طیبی نے اپنی شرح مشکوۃ کے آغاز میں اس کا تفصیلی ذکر کیا ہے ۔ البتہ الاکمال کے آخری حصہ میں شیخ ولی الدین نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ میں نے الاکمال شیخ طیبیؒ کے ہاں مطالعہ کے لئے پیش کی جس طرح مشکوۃ المصابیح پہلے پیش کر چکا تھا تو شیخ طیبی نے اسے بنظر استحسان دیکھا جس طرح وہ اس سے پہلے مشکوۃ المصابیح کے بارہ میں اپنے خیالات کا اظہار کر چکے تھے (۲) ۔

نام و نسب :

حسین بن عبداللہ بن محمد الطیبیؒ (۳) ۔ اکثر اصحاب تراجم نے آپ کے والد کا نام محمد لکھا ہے : ,, الحسین بن محمد بن عبداللہ الطیبیؒ (۴) ۔

بعض تذکرہ نگاروں نے آپ کا نام حسین کی بجائے حسن لکھا ہے (۵) ۔ لیکن ہمارے نزدیک پہلا نسب نامہ درست ہے ۔ کیونکہ ,,الدرر الکامنہ،، کے حاشیہ پر علامہ سخاوی کے یہ الفاظ منقول ہیں :

,,ھذا الرجل سمی نفسه فی اول شرح المشکوۃ الحسین بن عبداللہ بن محمد وکذا سمّاہ شیخنا للمؤلف فی اول تخریجه أحادیث المصابیح کما سمّی نفس ،،(۶) ۔

,,اس شخصیت نے اپنا نام شرح مشکوۃ کے شروع میں حسین بن عبداللہ بن محمد لکھا ہے ۔ ہمارے شیخ (ابن حجر) نے بھی مصابیح السنة کی احادیث کی تخریج کرتے ہوئے اسے اسی نام سے یاد کیا ہے جس طرح اس نے خود اپنے بارہ میں لکھا ہے اور حسین بن محمد کو کاتب کی غلطی قرار دیا ہے ،، ۔

اس کے علاوہ علامہ طیبیؒ کے شاگرد شیخ ولی الدین الخطیب نے الاکمال کے آخر میں یہی نسب نامہ درج (۷) کیا ہے۔ لہذا یہی نسب نامہ درست قرار پائے گا جو خود علامہ طیبیؒ نے اپنے بارہ میں اور ان کے شاگرد نے الاکمال کے آخر میں نقل کیا ہے۔

الطیبی : ,, بالکسر وسکون الیاء وفی آخرھا باء مؤحدة ،،(۸) ۔

یعنی طاء کے نیچے زیر پڑھی جائے گی یاء ساکن ھوگی اور آخر میں ایک نقطہ والی باء ۔ یہ طیب سے ماخوذ ہے جس کے معنی خوشبو کے ھیں ۔ طیب واسط اور خوزستان کے درمیان ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ علامہ یاقوت حموی م ٦٢٦ ھ نے لکھا ہے :

,, طیب کے باشندے نبطی ھیں اور ان کی زبان بھی نبطی ھی ہے۔ وہ اس سلسلہ میں مزید لکھتے ھیں کہ طیب کا علاقہ شیث بن آدم (علیهما السلام) کے زمانہ سے آباد ہے اور اس کے باشندے ملت شیث کے پیروکار رهے ھیں ۔ اسلام کی آمد کے بعد یہ لوگ مسلمان ھو گئے۔ طیب کی طرف بعض طلسماتی واقعات منسوب ھیں ۔ کہ اس علاقہ میں کوئی سانپ اور بچھو وغیرہ نہیں پایا جاتا اور بھڑ داخل ھوتے ھی مر جاتا ہے ،،(۹) ۔

تاریخ کے مطالعہ سے یہ معلوم ھوتا ہے کہ اس علاقہ سے علماء وفضلاء وقتاً فوقتاً پیدا ھوتے رہے ۔ ابن اثیر م ٦٣٠ھ نے چند علماء کا خصوصی تذکرہ کیا ہے۔ مثلاً ۱ ۔ ابوبکر احمد بن اسحاق بن میخاب الطیبی ۲ ۔ ابو عبداللہ بکر بن ھلال بن عبداللہ بن محمد الطیبی (۱۰) ۔ علامہ یاقوت حموی نے بھی چند مزید علماء کے نام گنائے ھیں ، مثلاً : ۱ ۔ بکر بن محمد بن جعفر الطیبی ، ۲ ۔ ابو عبداللہ الحسین بن ضحاک بن محمد الانماطی الطیبی ۔ آخر میں لکھا ہے

,, وقد نسب الیها جماعة من العلماء ،،(۱۱) ۔

بدقسمتی سے علامہ طیبی کے حالات زندگی پردہ خفا میں ھیں چنانچہ اکثر تذکرہ نگاروں نے آپ کی تاریخ ولادت بھی نہیں لکھی اور نہ ھی ان کی ابتدائی زندگی اور تعلیمی کوائف کے سلسلہ میں کوئی تفصیل ملتی ہے۔ اکثر اصحاب تراجم نے لکھا ہے کہ آپ شافعی تھے اور اپنے دور کے جلیل القدر عالم شمار ہوتے تھے۔ آپ انتہائی سخی، ملنسار اور بااخلاق انسان تھے۔ اوائل عمر میں بہت مالدار تھے لیکن انہوں نے اپنی تمام دولت اللہ تعالی کی راہ میں لٹا دی اور آخر عمر میں محتاج اور فقیر ہو کر رہ گئے۔ امام شوکانی نے البدر الطالع میں لکھا ہے:

,,آپ ایک صحیح العقیدہ عالم دین تھے۔ فلسفیوں اور بدعتیوں کا خوب خوب رد کیا کرتے تھے اور ان کی کمزوریاں اور خامیاں برسرعام بیان کیا کرتے تھے اور ھمیشہ ان کی تردید کے درپے رہتے تھے حالانکہ اس وقت انھی لوگوں کی حکومت تھی اور یہی سیاہ و سفید کے مالک تھے۔ اللہ تعالی اور اس کے رسول کی محبت کے حامل تھے۔ حیا دار اور ارکان اسلام کے پابند تھے، طلباء کو ھمیشہ درس دیا کرتے تھے (۱۲)۔

علامہ ابن حجر عسقلانی نے بھی انھی خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے:

,,آپ گرمی، سردی میں نماز کے پابند تھے حالانکہ آخری عمر میں بینائی کافی کمزور ہو چکی تھی۔ طلباء کی خاطر علم کی خدمت کرتے اور ان کی مالی امداد بھی کیا کرتے تھے۔ آپ کے کتب خانہ میں بہت سی نفیس و نایاب کتابیں محفوظ تھیں جنھیں آپ اپنے طلباء اور دوسرے لوگوں کو (چاھے وہ ان کے شہر کے رہنے والے ہوں یا نہ ہوں) استعمال کرنے کی اجازت دیا کرتے تھے۔ علمی نکات

اور ان کی باریکیاں بتلانے میں انہیں یدطولٰی حاصل تھا "(۱۳)۔

علامہ سیوطی م ۹۱۱ ھ نے بغیۃ الوعاۃ میں آپ کے بارہ میں ایک ایسا واقعہ نقل کیا ہے جس کو بآسانی تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ آپ نے لکھا ہے:

"میں نے حاشیہ کشاف مصنفہ علامہ طیبی میں یہ الفاظ دیکھے کہ طیبی نے اپنے بارہ میں یہ لکھا کہ انہیں ابوحفص السہروردی سے شرف تلمّذ حاصل ہے "(۱۴)۔

اس حوالہ سے بعض تذکرہ نگاروں کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ علامہ طیبی مشہور صوفی بزرگ شیخ شہاب الدین سہروردی م ۶۳۲ھ/۱۲۳۴ء کے شاگرد ہیں۔ حالانکہ یہ واضح ہے کہ شیخ شہاب الدین ساتویں صدی ھجری کے شروع میں ھی فوت ہو گئے تھے اور علامہ طیبی کا شمار آٹھویں صدی ھجری کے علماء میں ہوتا ہے۔ البتہ مرزا باقر خوانساری نے روضات الجنات میں ایک اور شہاب الدین کا ذکر کیا ہے جن کا نام محمد بن یحیی اور لقب شہاب الدین ہے۔ یہ امام رازیؒ کے معاصر تھے اور انہیں مشہور صوفی بزرگ صاحب عوارف المعارف کا بھانجا لکھا ہے (۱۵)۔

قیاس کہتا ہے کہ شاید یہی شخصیت علامہ طیبی کے استاد ہوں۔

علامہ طیبی کے علمی کمالات سے متأثر ہو کر مشہور تذکرہ نگاروں نے آپ کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا چنانچہ علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

"آپ اپنے وقت کے علامہ، معقولات، عربی زبان و ادب اور علم معانی و بیان کے مشہور امام شمار ہوتے تھے "(۱۶) نواب صدیق حسن خاں نے بھی آپ کو مشہور امام اور صالح عالم کے القاب سے یاد کیا ہے (۱۷)۔ صوفی وقت علامہ عبدالوھاب شعرانی نے لکھا ہے:

,,که آپ بیک وقت محدث، صوفی، نحوی، فقیه اور اصولی تھے۔ یه تمام خوبیاں بیک وقت بہت کم کسی ایک محقق میں اکٹھی ہوتی ہیں،،(۱۸)۔

آپ کا روزانه کا معمول یه تھا که صبح سے نماز ظہر تک تفسیر کا درس دیا کرتے تھے پھر نماز ظہر سے نماز عصر تک بخاری شریف کا درس دیا کرتے تھے۔ قرآن کریم کے درس میں اپنی مرتب کرده تفسیر کو پیش نظر رکھتے تھے۔ ایک روز تفسیر کے درس سے فراغت کے بعد درس حدیث کے لئے تیاری کر رہے تھے که اپنے گھر سے قریبی مسجد میں تشریف لے گئے وہاں بیٹھ کر نوافل ادا کئے اور فرض نماز کے انتظار میں تھے که اچانک رو بقبله رحلت فرمائی۔ تاریخ وفات بروز منگل ۱۳ شعبان ۷۴۳ھ/۱۳۴۲ء ہے۔

تصانیف :

علامه طیبیؒ کی اکثر تصانیف مخطوطات کی شکل میں پاک وہند کے کتب خانوں کی زینت ہیں۔ بدقسمتی سے ان کی کوئی تصنیف آج تک زیور طبع سے آراسته نه ہوسکی۔ ان کی تصانیف کی تعداد چھ بیان کی جاتی ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ **التبیان** : یه کتاب علم معانی وبیان سے متعلق ہے طیبی نے اس کی ایک شرح بھی لکھی تھی۔

۲۔ **مقدمه فی علم الحساب**

۳۔ **اسماء الرجال**

۴۔ **الخلاصة فی معرفة الحدیث**۔ یه کتاب فن حدیث کے سلسلۂ کی ایک تعارفی و بنیادی کتاب تھی۔

۵۔ **فتوح الغیب فی الکشف عن قناع الرَّیب**۔

یه کتاب علامه طیبی کا علم تفسیر میں وه شاهکار ہے جس کی

وجه سے وہ مشرق و مغرب میں مشہور و معروف ھو گئے ۔ کیونکه اس کتاب میں علامه طیبی نے علامه محمود بن عمر الزمخشری م : ۵۳۵ھ کی مشہور تفسیر الکشاف عن حقائق التنزیل پر ناقدانه انداز سے کلام کیا اور اس کی کمزوریوں اور اهل سنت کے خلاف ان کے پروپیگنڈے کا دفاع کیا جس کی وجه سے مشہور مؤرخ علامه ابن خلدون کو یه اعتراف کرنا پڑا ۔

,,لقد وصل الینا فی هذه العصور تالیف لبعض العراقیین وهو شرف الدین الطیبی شرح فیه کتاب الزمخشری هذا وتتبع الفاظ وتعرض لمذاهبه فی الاعتزال بادلّةٍ تزیّفها ویبین ان البلاغة انما تقع فی الآیة علی مایراه اهل السنة لاعلی مایراه المعتزلة فاحسن فی ذلک ما شاء مع امتاعه فی سائر فنون البلاغة ،، (۱۹) ـ

اب همارے اس دور میں بعض عراقی علماء میں سے ایک عالم شرف الدین طیبی کی تصنیف همارے هاتھوں میں ہے جنھوں نے زمخشری کی تفسیر پیش نظر رکھ کر لغوی نکات تو انھیں سے نقل کئے لیکن مسلک اعتزال کے سلسله میں ان پر کڑی تنقید کی اور ان کے دلائل پر نکته چینی کی اور یه واضح کر دکھایا که بلاغت قرآن کریم کو اهل سنت نے سمجھا ہے نه که معتزله نے (سچ تو یه ہے که فاضل مصنف نے) تحقیق کا حق ادا کر دیا اور فن بلاغت کی نایاب و نادر بحثیں بھی اس میں شامل کر دیں ۔

علامه ابن حجر عسقلانی اس کتاب کے باره میں لکھتے هیں :

,,شرح الکشّاف شرحا کبیرا و أجاب عما خالف مذهب اهل السنة احسن جواب یعرف فضله من طالعه،،(۲۰) ـ

طیبی نے (زمخشری) کی کشاف کی ایک بڑی شرح لکھی اور ان اعتراضات کے بہتر جوابات تحریر کئے جو انھوں نے اهل سنت پر وارد

کئے تھے جس سے ان کی علمی برتری بخوبی واضح ہو جاتی ہے۔

امام شوکانی طیبی کے علمی فضل و کمال کا اعتراف ان الفاظ میں کرتے ہیں :

,,وحاشية على الكشّاف هي النفس حواشيه على الاطلاق مع ما فيها من الكلام على الاحاديث فى بعض الحالات اذا اقتضىٰ الحال ذلک على طريقة المحدثين مما يدل على ارتفاع طبقة فى علمى المعقول والمنقول ،،(۲۱) ۔

طیبی کا حاشیہ کشاف کا شمار عمدہ و نفیس حواشی میں ہوتا ہے جہاں ضرورت کے مطابق طیبی نے محدثین کے انداز میں کشاف میں مذکورہ احادیث پر کلام کی جس سے طیبی کے علمی مقام کا پتہ ملتا ہے کہ وہ بیک وقت علم معقول و منقول میں ماہرانہ حیثیت رکھتے تھے۔

افسوس کہ یہ علمی شاہکار اب تک شائع نہ ہو سکا۔ اس کے آخری پندرہ پارے سندھ یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہیں اور مکمل کتاب خدابخش لائبریری پٹنہ (بھارت) میں محفوظ ہے۔ یہ نسخہ ۷٦۷ھ کا لکھا ہوا ہے۔

٦ ۔ الكاشف عن حقائق السنن :

یہ مشکوۃ المصابیح کی سب سے پہلی شرح ہے۔ اس شرح کے تعارف و تبصرہ پیش کرنے سے قبل اس کا مختصر پس منظر بیان کرنا ضروری ہے۔

مصباح کے معنی چراغ کے ہیں اور مشکوۃ اس آلہ کو کہتے ہیں جس میں چراغ رکھا جاتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ یہ کتاب علم کی روشنی کا مرکز ثابت ہوگی۔ بنیادی طور پر یہ کتاب مصابیح السنۃ کی ترقی یافتہ شکل ہے جس کے مصنف ابو محمد حسین بن

مسعود الفراء البغوی م : ۵۱٦ ھ/ ۱۱۲۲ء ھیں ۔ آپ چھٹی صدی ھجری کے شافعی المسلک محدث ھیں جنھوں نے ابواب فقہ کی ترتیب کے مطابق یہ کتاب مرتب کی اور حدیث کی گذشتہ روایات سے ھٹ کر صرف متن کا ذکر کیا اور سند کو چھوڑ دیا ۔ یہ کتاب عام طور پر مدارس میں پڑھائی جاتی تھی اور اس کی علمی افادیت مسلم تھی ۔ آٹھویں صدی ھجری کے متبحر عالم ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی م: ۷۴۲ ھ کے ذھن میں یہ خیال آیا کہ وہ حدیث کے طلباء کے لئے کوئی نئی کتاب لکھیں انھوں نے اس خواھش کا اظہار اپنے فاضل استاذ علامہ طیبی سے کیا ۔ چنانچہ استاذ مذکور نے مشورہ دیا کہ نئی کتاب تصنیف کرنے کی بجائے مصابیح السنۃ کو ازسر نو مرتب کیا جائے تاکہ اس کی ممکنہ خامیوں کا ازالہ ھو سکے ۔ علامہ طیبی نے اس امر کا اعتراف اپنی کتاب کے مقدمہ میں اس طرح کیا ہے ۔

,,ھمارا اتفاق رائے اس بات پر ھوا کہ جمع حدیث پر نئی کتاب کا اضافہ کرنے کی بجائے مصابیح السنۃ کی تکمیل کر لی جائے ,,(۲۲) ۔

مشکوۃ المصابیح کی اس اھمیت کے پیش نظر جلیل القدر علماء کرام نے اس کی شروح و حواشی لکھے جن میں سب سے قابل ذکر خطیب تبریزی کے استاد علامہ طیبی کی شرح ,,الکاشف عن حقائق السنن,, ہے ۔ یہ کتاب مشکوۃ المصابیح کی شروح کے سلسلہ میں آنے والے تمام شارحین کے لئے بنیاد کا درجہ رکھتی ہے ۔ چنانچہ ھر شارح نے مشکوۃ المصابیح کی شرح لکھتے وقت اسے پیش نظر رکھا ہے ۔ احادیث کے مطبوعہ شروح، حواشی اور تعلیقات میں اس کے حوالہ جات نظر آتے ھیں اور بعض اوقات اس شرح کی مکمل عبارات نقل کر دی گئی ھیں ۔

چنانچه علامه ابن حجر عسقلانی لکھتے ھیں :

,,وأمر بعض تلامذته باختصار المصابيح على طريقه نهجها له وسمّاه المشكوة وشرحها شرحاً حافلاً،،(۲۳) ـ

یعنی بغوی کی مصابیح السنة کو مختصر کرنے اور اسے ایک مخصوص طریقه پر مرتب کرنے کی ھدایت طیبیؒ نے اپنے شاگرد کو کی اور اس کا نام ,,مشکوة المصابیح،، تجویز کیا اور پھر اس کی عمده شرح لکھی ـ

خود مؤلف نے اسماء الرجال پر جو رساله ,,الاکمال فی اسماء الرجال،، کے نام سے لکھا ہے اس کے آخر میں اس امر کا اعتراف کیا ہے که انھوں نے یه کتاب اپنے استاد کے مشوره اور اعانت سے مکمل کی ہے (۲۴) ـ وه لکھتے ھیں :

,,انا اضعف العباد الراجى الى . . .. . بمعاونة شيخى و مولائى سلطان المفسرين و امام المحققين شرف الملة والدين حجة الله على المسلمين الحسين بن عبدالله بن محمد الطيبى متعهم الله بطول بقائه،، (۲۵) .

میں کمزور و ناتواں بنده خدا ، رحمت خداوندی کا امیدوار . . . . نے اس کتاب کو اپنے استاد اور آقا کی مدد سے پایه تکمیل تک پهونچایا ـ آپ مفسرین کے سرخیل اور محققین کے امام ھیں اور ملت اسلامیه کے لئے باعث فخر اور مسلمانوں کے لئے الله تعالی کی حجت ھیں جن کا نام حسین بن عبدالله محمد الطیبی ہے ـ الله تعالی ان کی درازی عمر سے لوگوں کو نفع دے ـ

علامه طیبیؒ نے اپنی کتاب ,,الکاشف عن حقائق السنن،، کے مقدمه میں اس سلسله میں لکھا ہے :

,,كنت قبل قد إستشرت الاخ فى الدين المساهم فى اليقين بقية الاولياء وقطب الصلحاء وشرف الزهاد والعباد ولى الدين بن محمد بن عبدالله الخطيب دامت بركة بجمع اصل من الاحاديث المصطفوية على صاحبها افضل التحية والسلام فاتفق رأينا على تكملة المصابيح وتهذيبه . . . . . ثم انه بذل وسعه فلما فرغ عن اتمامه شمرت الجد فى معضله،،(٢٦) ـ

میں نے اس سے پہلے اپنے دینی بھائی سے اس سلسلہ میں مشورہ لیا ـ آپ صالحین کے قطب اور اس دور میں اولیاء اللہ کی نشانی و علامت سمجھے جاتے ھیں ـ آپ کی شخصیت عابدوں اور زاھدوں کے لئے باعث شرف ہے ـ جس کا نام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کی احادیث مبارکہ کو اکٹھا کرکے دوبارہ مرتب کیا جائے ـ ہم دونوں مصابیح السنۃ کی تکمیل اور اس کی ازسر نو ترتیب پر متفق ہوئے ــ جونہی انہوں نے اس منصوبہ کو جانفشانی اور محنت سے پایۂ تکمیل تک پہنچایا تو میں نے اس کی شرح کرنے کا بیڑہ اٹھایا اور اس کی گتھیوں کو سلجھایا ـ

یہاں یہ امر ملحوظ خاطر رہے کہ شیخ ولی الدین الخطیب نے مشکوۃ المصابیح کے آخر میں اس کی تاریخ تصنیف بھی درج کی ہے ـ وہ لکھتے ھیں :

,,قد وقع الفراغ من جمع الاحاديث النبوية آخر يوم الجمعة من رمضان عند رؤية الهلال شوال سنة سبع وثلاثين سبعمائة،،(٢٧) ـ

احادیث نبویہ کے اکٹھے کرنے سے فراغت رمضان المبارک کے آخری جمعہ میں ہوئی جب کہ شوال کا چاند دکھائی دینے والا تھا اور یہ کام ۷۳۷ ھ میں پایۂ تکمیل تک پہنچا ـ

البته الاکمال جواب مشکوة المصابیح کے آخر میں شائع ہوتا ہے سے فراغت جمعه کے روز ۲۰ رجب ۷۴۰ھ میں ہوئی "(۲۸) ۔

گویا مشکوة کی تصنیف کے بعد الاکمال تین برس میں مکمل ہوا اس اعتبار سے غالباً یہ پہلی کتاب ہے جس کا متن شاگرد نے تیار کیا اور استاد نے شرح لکھی ۔ اگر علامہ طیبیؒ کی وفات ۷۴۳ھ ہی تسلیم کرلی جائے تو اس لحاظ سے متن کی تالیف کے چھ برس کے اندر یہ شرح تیار ہو چکی تھی ۔ دنیا میں سب سے بڑی عزت جو کسی کتاب کی ہو سکتی ہے وہ اس کی مقبولیت اور شہرت ہے چنانچہ مشکوة المصابیح کو یہ فخر حاصل ہے که الله تعالی نے اپنے پیغمبر کی احادیث و روایات کے اس مجموعه میں اتنی برکت عطا فرمائی اور اسے ایسی عالمگیر شہرت و مقبولیت بخشی که زمانه تالیف (۷۳۷ھ) سے اب تک اسلامی ممالک کے دینی جامعات میں اس کا درس برابر جاری ہے اور رہتی دنیا تک اسے یہ مقام حاصل رہے گا۔

مآخذ الکاشف عن حقائق السنن :

علامه طیبی نے اس کتاب کے شروع میں ان مآخذ کی خود نشاندهی کی ہے جن کی مدد سے انہوں نے یہ شرح پایۂ تکمیل تک پہنچائی ۔ چنانچه اگر آج کوئی محقق اس مخطوطه کو ایڈٹ کرکے شائع کرنا چاہے تو اس کے لئے ان مآخذ کا مطالعه ناگزیر ہوگا اور ایڈیٹنگ (Editing) میں بھی آسانی رہے گی ۔ یہ مآخذ درج ذیل ہیں :

۱ ۔ معالم السنن و احکامها شرح سنن ابی داؤد مصنفه خطابی م ۳۸۸ ھ ۔

۲ ۔ شرح السنة مصنفه حسین بن مسعود الفرّاء البغوی م : ۵۱۶ھ ۔

۳ ۔ شرح صحیح مسلم مصنفه امام نووی م : ۶۷۶ ھ ۔

۴ ـ الفائق فی غریب الحدیث مصنفه محمود بن عمر الزمخشری م : ۵۳۸ ھ ـ

۵ ـ مفردات القرآن مصنفه امام راغب اصفهانی م : ۵۰۲ھ ـ

٦ ـ النهایة مصنفه ابن اثیر الجزری م : ٦۳۰ ھ ـ

۷ ـ المیسر للمصابیح مصنفه فضل الله بن حسین تورپشتی ـ

۸ ـ تحفة الابرار مصنفه قاضی ناصر الدین بیضاوی م : ٦۸۵ھ ـ

۹ ـ مظہر ـ

۱۰ ـ الاشرف (۲۹) ـ

علامه طیبیؒ کی شرح الکاشف عن حقائق السنن کے تفصیلی مطالعه سے یه محسوس هوتا ہے که انهوں نے اس شرح میں اکثر متقدمین علماء کی کتابوں پر کافی انحصار کیا جن کا ذکر هم ابهی کر چکے هیں مثلاً انهوں نے احادیث مشکوة کی شرح کرتے وقت علامه نووی کی شرح صحیح مسلم سے بہت زیاده استفاده کیا ہے جس کے حواله جات پوری کتاب میں بکھرے نظر آتے هیں ـ اس شرح کے مطالعه سے یه بھی واضح هوتا ہے که انهوں نے سلف صالحین کے اقوال کسی تنقید و تبصره کے بغیر یکجا کر دئے هیں ـ امام راغب اصفهانی کی مفردات سے بهی فائده اٹھایا اور قاضی بیضاوی کے بعض علمی نکات بهی درج کئے هیں ـ مثلاً مشهور حدیث انما الاعمال بالنیات میں لفظ نیت کی وضاحت کرتے هوئے راغب اصفهانی اور قاضی بیضاوی کی بیان کرده تشریحات بطور سند نقل کی هیں ـ

اس شرح کے بنظر غائر مطالعه کے بعد یه کہا جا سکتا ہے که علامه طیبی صرف محدث هی نه تھے بلکه فقه پر بهی انهیں گہری نظر تهی ـ چنانچه انهوں نے بعض احادیث سے فقہی مسائل کا استنباط بهی کیا ہے ـ بعض اوقات اقول کہه کر تمام علماء کے

برعکس اپنی انفرادی رائے کا بھی اظہار کرتے ھیں ـ

چونکه علامه طیبی کی یه شرح مشکوۃ المصابیح کی طویل شرحوں میں شمار نہیں ھوتی جیسا که بعد میں اکثر شارحین حدیث کا رجحان طوالت پسندی ہے ـ قارئین کی دلچسپی کے لئے صرف حدیث انما الاعمال بالنیات کے تحت طیبی کے بیان کردہ چند علمی نکات پیش کر رھے ھیں ـ

۱ ـ پیغمبر علیه السلام نے ھجرت کا ذکر کرتے وقت عورت کے ساتھ دنیا کا ذکر کیوں کیا ؟ اس کی دو وجوھات درج کی ھیں ـ

الف ـ اس مشہور واقعه کی طرف اشارہ کرنا مقصود تھا جب که ایک شخص نے صرف اس لئے ھجرت کی تھی که وہ ام قیس سے نکاح کرنے کا خواھاں تھا ـ

ب ـ ان دو امور کا ذکر کرکے لوگوں کو ان سے خبردار کرنا اور ڈرانا مقصود تھا ـ

اس حدیث کی وضاحت اور تفسیر کے سلسله میں اس مضمون سے متعلق ایک حدیث اس کی تائید میں نقل کی که پیغمبر علیه السلام نے فرمایا : الخیل ثلثة لرجل اجر و لرجل ستر و علی رجل وزر، فالذی له اجر فرجل ربطها فی سبیل الله واما الذی ھی ستر فرجل ربطها تعنیا وتعففا واما الذی علیه وزر فرجل ربطها فخراً ورياءً ،،

که بہادر تین انسان ھو سکتے ھیں ـ پہلا کسی انسان کے لئے اجر و ثواب کا باعث ہے ، دوسرا کسی کے لئے ڈھال بن سکتا ہے اور تیسرا کسی کے لئے (قیامت کے دن) بوجھ اور وبال ثابت ھوگا ـ اجر و ثواب کا مستحق وہ ہے جس نے سواری الله تعالی کی راہ میں کام لانے اور اسے خوش کرنے کے لئے اپنے پاس رکھی ، اور جس کے لئے گناھوں کی ڈھال بنے گی وہ ایسا شخص ہے جس نے اسے باعث اجروثواب سمجھ

کر اپنے پاس رکھا ۔ اور تیسرا شخص جس نے گھوڑا وغیرہ محض تکبر اور دکھلاوے کے لئے اپنے پاس رکھا یہ امر اس کے لئے قیامت کے دن گناھوں کا بوجھ ثابت ھوگا ۔

علامہ طیبیؒ نے اس حدیث میں عورتوں کے سلسلہ میں قرآن کریم کی اس آیت سے بھی استشهاد کیا ہے۔ زین للناس حب الشهوات من النساء ۔ آل عمران : ۱۴ ۔

اس آیت کے ضمن میں لکھا ہے کہ اللہ تعالی نے عورتوں کو خواهشات کا مرکز بتلایا ہے اور شهوات کی وضاحت لفظ نساء سے کی گئی ہے۔ هجرت کی لغوی تحقیق کرنے کے بعد هجرت کی پانچوں قسمیں بیان کیں اور مزید لکھا ہے کہ اس حدیث کے سیاق و سباق سے یہ معلوم ھوتا ہے کہ یہاں هجرت سے مراد صرف مکہ سے مدینہ هجرت ہے ۔ لفظ دنیا کی تحقیق کے سلسلہ میں کسی غیر معروف عرب شاعر کے شعر سے استشهاد کیا ہے۔

اس شرح کے تفصیلی مطالعہ کے بعد اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ اسے جدید فنی تحقیق کے اصولوں کے تحت دوبارہ مرتب کیا جائے ۔ احادیث کے عناوین باندھے جائیں تاکہ یہ معلوم ھو کہ حدیث کہاں سے شروع ھو رھی ہے اور کہاں ختم ھوتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ دوران مطالعہ بے شمار علمی نکات سامنے آتے ھیں جب تک انہیں مرتب انداز میں پیش نہ کیا جائے تو اس عظیم شرح سے استفادہ ناممکن ھوگا آخر میں اس کا انڈکس تیار کیا جائے تاکہ حوالہ دینے میں آسانی ھو۔

سننے میں آیا ہے کہ اس شرح کا کچھ حصہ چھپ چکا ہے ۔ لیکن اس کتاب کے مکمل قلمی نسخے ھند و پاک کے بعض سرکاری و غیر سرکاری کتب خانوں کی زینت ھیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے ۔

۱ ـ سنٹرل لائبریری بہاولپور کا قلمی نسخہ ۸۴۷ھ کا لکھا ہوا ہے جس کا خط بآسانی پڑھا جا سکتا ہے اس کے آخر میں شہزادہ عالمگیر کی مہر ہے جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ یہ قلمی نسخہ شہزادہ عالمگیر کے ذاتی کتب خانہ یا اس کے زیر مطالعہ رہا ہے۔

۲ ـ گڑھی افغاناں کے خاندانی کتب خانہ میں ایک خوبصورت خط میں لکھا ہوا قلمی نسخہ محفوظ ہے۔

۳ ـ مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے ذاتی کتب خانہ میں بھی اس کا ایک نسخہ موجود تھا۔

۴ ـ دارالعلوم شہابیہ سیالکوٹ کے کتب خانہ میں ایک اور نسخہ موجود ہے۔

حوالہ جات

۱ ـ Brockelman: G, 64, S, 11 : 67.

۲ ـ ولی الدین الخطیب : الاکمال ، اصح المطابع ، کراچی ت ـ ن ، ص ٦٢٨ .

۳ ـ حوالہ سابق ، ص ٦٢٨

۴ ـ ابن حجر عسقلانی : الدرر الکامنہ ، دارالکتب الحدیثہ ، عابدین ، ١٩٦٦، ج ۲ ص ١٥٦
عمر رضا کحالہ : معجم المؤلفین ، مطبعۃ الرقی ، دمشق ، ۱۹۵۷، ج ۴ ص ۵۳
زرکلی : الاعلام ، مطبعہ کوتسوماس وشرکاوہ ، ت ـ ن ، ج ۲ ص ۲۸
محمد بن علی الشوکانی : البدر الطالع ، مطبعۃ السعادۃ ، قاہرہ ، ج ۱ ص ۲۲۹ .
نواب صدیق حسن خان : التاج المکلل ، مطبعۃ الھندیہ العربیۃ ، ص ۳۷۳
عبدالحی بن العماد الحنبلی ، شذرات الذھب ، مکتبۃ التجاریہ ، لبنان ، ت . ن ج ٦ ص ۱۳۷ ـ ۱۳۸

۵ ـ جلال الدین سیوطی : بغیۃ الوعاۃ ، مطبعۃ عیسی البابی الحلبی ، ۱۹٦۴، ج ۱ ص ۵۲۲

٦ ـ سخاوی : حاشیۃ الدرر الکامنہ ، ج ۲ ص ١٥٦

۷ ـ ولی الدین الخطیب : الاکمال ، ص ٦٢٨

۸ ـ یاقوت حموی الرومی : معجم البلدان ، دار صادر بیروت ۱۹۵۷ء ، ج ۴ ص ۵۲ ـ ۵۳

۹ ۔ حواله سابق : ص ٦٧

۱۰ ۔ ابن اثیر الجزری : اللباب فی تهذیب الانساب ، مکتبه القدسی ، قاهره ، ۱۳۵٦ھ ، ج ۲ ص ۹۷ .

۱۱ ۔ یاقوت حموی : معجم البلدان ، ج ۴ ص ۵۲ ۔ ۵۳

۱۲ ۔ محمد بن علی الشوکانی : البدر الطالع ، ج ۱ ص ۲۲۹

۱۳ ۔ ابن حجر عسقلانی : الدرر الکامنه ، ج ۲ ص ۱۵٦

۱۴ ۔ جلال الدین سیوطی : بغیة الوعاة ، ج ۲ ص ۵۲۳

۱۵ ۔ مرزا محمد باقر الخوانساری ، روضات الجنات ، مطبعة سید سعید الطباطبائی ، ایران ۱۳۴۷ھ ، ص ۲۲۴

۱٦ ۔ جلال الدین سیوطی ، بغیة الوعاة ، ج ۱ ص ۵۲۲

۱۷ ۔ نواب صدیق حسن خان : التاج المکلل ، ص ۳۷۳

۱۸ ۔ عبدالوهاب الشعرانی : لطائف المنن ، مطبعة میمنیه ، مصر، ت . ن ، ج ۱ ص ۳۱ ۔

۱۹ ۔ ابن خلدون : المقدمة ، مؤسسة الاعلی للمطبوعات ، لبنان ت .ن ، ص ۳۳۰

۲۰ ۔ ابن حجر عسقلانی : الدرر الکامنة ، ج ۲ ص ۱۵٦

۲۱ ۔ محمد بن علی الشوکانی : البدر الطالع ، ج ۱ ص ۲۲۹

۲۲ ۔ علامه طیبی : مخطوطه الکاشف عن حقائق السنن ، مملوکه سنٹرل لائبریری بهاولپور ، ورق اول

۲۳ ۔ ابن حجر عسقلانی : الدرر الکامنه ، ج ۲ ص ۱۵٦

۲۴ ۔ ولی الدین الخطیب : الاکمال ، ص ٦۲۸

۲۵ ۔ حواله سابق : ص ٦۲۸

۲٦ ۔ علامه طیبی : مخطوطه الکاشف عن حقائق السنن ، ورق اول و دوم .
کاتب چلپی : کشف الظنون ، ج ۲ ص ۱۷۰۰

۲۷ ۔ ولی الدین الخطیب : مشکوة المصابیح ، اصح المطابع کراچی ، ت . ن ، ص ۵۸۴

۲۸ ۔ الاکمال : ص ٦۲۸

۲۹ ۔ علامه طیبی کی بیان کرده آخری دو کتابیں اس قدر غیر معروف هیں که کشف الظنون جیسی کتاب میں بهی ان کا تذکره نه مل سکا ۔ خود طیبی نے بهی ان کے مصنفین کے نام نهیں لکهے ۔